Al Basirah البصيرة

V. 15, Issue 01, (June 2026)

Journal Home Page: https://albasirah.numl.edu.pk/

ISSN P: 2222-4548 ISSN E: 2520-7334

خواتین کے وراثتی حقوق: اسلامی شریعت اور برطانوی قوانین کا تقابلی مطالعہ

Women’s Inheritance Rights: A Comparative Study of Islamic Law and British Law

Bushra Jabeen, Asst. Prof. Islamic Studies, Women University Bagh AJ&K,

Email: Mughalbushra2@gmail.com, **ORCID:** 0009-0000-7169-4247

Shumaila Alam Khan, Lecturer, Islamic Studies, Women University Bagh AJ&K.

Email: shumailawajid16@gmail.com, **ORCID:** 0009-0005-8509-7175

Received: 21May | Revised: 06 June | Accepted: 15 June | Available Online: 30 June

ABSTRACT

This research offers a comparative examination of women’s inheritance rights in Islamic law and the British legal system, with particular focus on their legal foundations, philosophical underpinnings, and social implications. The topic is of significant academic and social importance because inheritance rights play a vital role in determining women’s economic security, property ownership, and social status. Despite increasing global attention to gender rights and legal equality, substantial differences remain in the legal principles governing inheritance across various legal traditions. This research involves a detailed review of the key sources and principles governing inheritance in Islamic law, relevant principles of British inheritance law, and the intellectual contributions of influential Western thinkers, particularly John Stuart Mill, whose views on women’s rights significantly influenced modern legal and political thought. The study also explores the historical development and contemporary application of women’s inheritance rights within both legal systems. To achieve its objectives, the research employs qualitative, analytical, and comparative methodologies. The research relies on an assessment of pertinent legal materials, including classical and contemporary academic works and statutory sources, to explore the similarities and differences between the two legal traditions. The findings reveal that both Islamic law and the British legal system recognize women’s inheritance rights, yet they are founded upon distinct legal and philosophical principles. Islamic inheritance law is based on justice, family responsibility, and balanced distribution of wealth, whereas the British legal tradition emphasizes legal equality, individual autonomy, and freedom of property disposition.

Keywords: Women’s Inheritance Rights, Islamic Inheritance Law, British Inheritance Law, Gender Equality and Justice, Comparative Legal Analysis

Correspondence Author: Mughalbushra2@gmail.com

Conflict of Interest: The authors declare that there are no conflicts of interest related to the research, authorship, and/or publication of this article, and that the data presented have not been fabricated or falsified.

Funding: This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Participant Consent: The authors confirm that Informed consent was obtained from all participants, and confidentiality was duly maintained.

Data Fabrication/ Falsification Statement: The author(s) declare that no data have been fabricated, falsified, or manipulated in this study.

Copyright: Author(s) retains the Copyright of this article.

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

تعارف موضوع

وراثت انسانی معاشرت، خاندانی نظام اور معاشی تنظیم کا ایک بنیادی جزو ہے۔ مختلف تہذیبوں اور قانونی نظاموں میں وراثتی قوانین نہ صرف دولت کی تقسیم کے اصول متعین کرتے ہیں بلکہ سماجی انصاف، خاندانی ذمہ داریوں اور معاشرتی اقدار کی بھی عکاسی کرتے ہیں۔ تاریخ انسانی سے معلوم ہوتا ہے کہ متعدد قدیم معاشروں میں خواتین کو وراثتی حقوق سے محروم رکھا گیا یا ان کے حقوق کو محدود دائرے میں تسلیم کیا گیا۔ اس وجہ سے خواتین کے حقِ وراثت کا مسئلہ محض ایک قانونی موضوع نہیں بلکہ ایک اہم سماجی، اخلاقی اور فکری بحث کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اسلام نے ساتویں صدی عیسوی میں خواتین کو واضح اور قانونی طور پر محفوظ وراثتی حقوق عطا کر کے معاشرتی انصاف کے ایک جامع تصور کو فروغ دیا۔ اسلامی قانونِ وراثت عورت کو ایک مستقل قانونی اور مالی شخصیت کے طور پر تسلیم کرتا ہے اور اسے جائیداد میں متعین حصے کا حق دیتا ہے۔۔ اسلام میں وراثت کے قوانین قرآنِ مجید اور سنتِ نبویؐ کی روشنی میں مرتب کیے گئے ہیں، جو خواتین کے اقتصادی تحفظ اور مالی استحکام کو یقینی بناتے ہیں۔ اسلامی نظامِ وراثت مساواتِ مطلقہ کے بجائے عدل، معاشی ذمہ داری اور خاندانی توازن کے اصولوں پر قائم ہے، جہاں حقوق اور فرائض کے درمیان باہمی ربط کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس کے برعکس برطانوی قانونی نظام میں خواتین کے وراثتی حقوق کا ارتقاء قانونی مساوات، فردی آزادی اور شخصی ملکیت کے اصولوں کے تحت ہوا۔ مختلف قانونی اصلاحات اور سماجی تحریکوں کے نتیجے میں خواتین کو جائیداد اور وراثت سے متعلق وسیع تر حقوق حاصل ہوئے۔ جان اسٹورٹ مل John Stuart Mill اور میری وولسٹون کرافٹ Mary Wollstonecraft جیسے مفکرین نے خواتین کی قانونی اور سماجی مساوات کے حق میں فلسفیانہ دلائل پیش کیے، جنھوں نے جدید مغربی قانونی فکر اور قانون سازی پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ اگرچہ خواتین کے وراثتی حقوق کے حوالے سے اسلامی اور مغربی قانونی نظاموں پر متعدد مطالعات موجود ہیں، تاہم اسلامی قانون اور برطانوی قانونی نظام کے مابین خواتین کے حقِ وراثت کا جامع تقابلی و تجزیاتی مطالعہ نسبتاً کم توجہ کا حامل رہا ہے۔ یہی اس تحقیق کا بنیادی علمی خلا ہے، جسے یہ مطالعہ پُر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ زیرِ نظر تحقیق کا مقصد اسلام اور برطانوی قانونی نظام میں خواتین کے وراثتی حقوق کا تقابلی جائزہ لینا، ان کے قانونی و فکری مبانی کا تجزیہ کرنا، اور یہ واضح کرنا ہے کہ دونوں نظام خواتین کے مالی حقوق، سماجی انصاف اور معاشی تحفظ کو کس زاویۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ یہ مطالعہ نہ صرف دونوں قانونی روایات کے درمیان بنیادی مماثلتوں اور اختلافات کو اجاگر کرتا ہے بلکہ معاصر علمی مباحث میں ایک متوازن اور تحقیقی نقطۂ نظر بھی فراہم کرتا ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

خواتین کے وراثتی حقوق سے متعلق علمی مباحث اسلامی اور مغربی دونوں علمی روایات میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ وراثت سے متعلق اسلامی احکام کی بنیاد قرآنِ مجید، سنتِ نبوی ﷺ، اجماعِ امت اور فقہی اجتہادات پر استوار ہے۔۔ کلاسیکی فقہاء نے اس

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے۔ امام سرخسی نے المبسوط، امام کاسانی نے بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع اور ابن قدامہ نے المغنی میں وراثت کے اصول، مستحقین، حصص اور ان کے قانونی ضوابط کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اسی طرح امام شافعی کی الأم اور ابن حزم کی المحلی میں بھی وراثتی احکام کے مختلف فقہی پہلوؤں کا جامع جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ان کلاسیکی فقہی مباحث سے واضح ہوتا ہے کہ خواتین کے وراثتی حقوق کو شریعت میں ایک مستقل حق کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے، جس کی تشکیل انصاف، مالی ذمہ داری اور خاندانی استحکام کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں کی گئی ہے۔۔ جدید اسلامی محققین نے بھی اسلامی نظامِ وراثت کے مقاصد اور خواتین کے معاشی حقوق پر نمایاں تحقیقی کام کیا ہے۔ محمد ابو زہرہ نے اپنی کتاب أحکام الترکات والمواریث میں اسلامی قانونِ وراثت کو معاشرتی انصاف اور خاندانی توازن کا مؤثر ذریعہ قرار دیا ہے، جبکہ وہبہ الزحیلی نے الفقہ الاسلامی و أدلتہ میں اس امر پر زور دیا ہے کہ اسلامی نظامِ وراثت کو محض عددی مساوات کے بجائے ذمہ داریوں، کفالت اور معاشرتی ضروریات کے تناظر میں سمجھنا چاہیے۔ محمد ہاشم کمالی نے "Principles of Islamic Jurisprudence" میں اسلامی قانونی اصولوں اور ان کے مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے اس امر کی نشاندہی کی ہے کہ اسلامی قانون حقوق اور ذمہ داریوں کے درمیان متوازن تعلق قائم کرتا ہے۔ مغربی علمی روایت میں خواتین کے قانونی حقوق، مساوات اور جائیداد سے متعلق نظریات پر بھی نمایاں علمی سرمایہ موجود ہے۔ میری وولسٹون کرافٹ نے اپنی مشہور تصنیف "A Vindication of the Rights of Woman " میں خواتین کی سماجی اور قانونی برابری کے حق میں مضبوط استدلال پیش کیا، جبکہ جان اسٹورٹ مل John Stuart Mill نے "The Subjection of Women" میں خواتین کے قانونی، معاشی اور سیاسی حقوق کی وکالت کرتے ہوئے مساوات پر مبنی جدید فکر کو تقویت دی۔ ان مفکرین کے نظریات نے بعد ازاں مغربی قانونی نظام، انسانی حقوق کے تصورات اور خواتین سے متعلق قانون سازی کے ارتقاء پر نمایاں اثرات مرتب کیے۔ موجودہ علمی لٹریچر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی قانونِ وراثت اور برطانوی قانونی نظام پر علیحدہ علیحدہ قابلِ قدر تحقیقی کام موجود ہے، تاہم خواتین کے وراثتی حقوق کے حوالے سے دونوں نظاموں کا جامع تقابلی اور تنقیدی مطالعہ نسبتاً محدود ہے۔ بالخصوص ایسے مطالعات کم ہیں جو اسلامی تصورِ عدل Justice اور مغربی تصورِ مساوات Equality کو ایک مشترکہ تحقیقی فریم ورک کے تحت خواتین کے وراثتی حقوق کے تناظر میں جانچتے ہوں۔ یہی علمی خلاء زیرِ نظر تحقیق کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ لہٰذا یہ مطالعہ اسلامی شریعت اور برطانوی قانون کے اصولی، فکری اور سماجی پہلوؤں کا تقابلی و تجزیاتی جائزہ پیش کرتے ہوئے موجودہ علمی مباحث میں ایک نئی جہت متعارف کرانے کی کوشش کرتا ہے۔

مقاصد تحقیق

اس مطالعے کے نمایاں مقاصد حسبِ ذیل ہیں: خواتین کے وراثتی حقوق کے حوالے سے اسلامی اور برطانوی قانونی نظاموں کے بنیادی اصولوں، قانونی ڈھانچوں اور فکری تصورات کا تقابلی مطالعہ پیش کرنا۔ اسلامی تصورِ عدل اور مغربی تصورِ قانونی

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

مساوات کے تناظر میں خواتین کے مالی اور وراثتی حقوق کی فکری بنیادوں کو واضح کرنا۔ اسلامی شریعت اور برطانوی قانونی نظام میں خواتین کے وراثتی حقوق کے عملی اثرات، معاصر اہمیت اور دونوں نظاموں کے مابین موجود مماثلتوں اور اختلافات کو واضح کرنا۔

سوالات تحقیق

اسلام اور برطانوی قانونی نظام میں خواتین کے حق وراثت کی قانونی اور فکری بنیادیں کیا ہیں؟

خواتین کے وراثتی حقوق کے ضمن میں اسلامی اور برطانوی قانونی نظاموں کے مابین بنیادی مماثلتوں اور اختلافات کی نوعیت کیا ہے؟

خواتین کے معاشی تحفظ اور معاشرتی استحکام کے حوالے سے دونوں قانونی نظاموں کے نتائج اور عملی اثرات میں کس نوعیت کا فرق پایا جاتا ہے؟

منہج تحقیق

زیرِ نظر تحقیق میں خواتین کے وراثتی حقوق کا مطالعہ تقابلی منہج تحقیق کے تحت کیا گیا ہے۔ تحقیق کا بنیادی مقصد اسلامی قانون اور برطانوی قانونی نظام میں خواتین کے حقِ وراثت کی قانونی بنیادوں، فکری تصورات اور سماجی مقاصد کا تقابلی جائزہ پیش کرنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے معیاری Qualitative تحقیقی طریقۂ کار اختیار کیا گیا ہے، جس کے ذریعے دونوں قانونی نظاموں کے نظریاتی اور عملی پہلوؤں کا گہرائی سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ تحقیق کے اسلامی حصے کے لیے بنیادی ماخذات میں قرآنِ مجید، احادیثِ نبویہ ﷺ، کلاسیکی فقہی کتب اور اسلامی قانونِ وراثت سے متعلق مستند علمی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔ فقہی آراء اور قانونی اصولوں کا تجزیہ ان کے سماجی، معاشی اور اخلاقی پس منظر میں کیا گیا تاکہ خواتین کے وراثتی حقوق سے متعلق اسلامی تصورِ عدل اور مالی تحفظ کو بہتر انداز میں سمجھا جاسکے۔ برطانوی قانونی نظام کے مطالعے کے لیے متعلقہ قانونی دستاویزات، عدالتی اصول، قانونی اصلاحات، علمی مقالات اور مغربی مفکرین کی تحریروں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ بالخصوص جان اسٹورٹ مل اور میری وولسٹون کرافٹ کے نظریات کا جائزہ لیا گیا ہے تاکہ جدید مغربی تصورِ مساوات، فردی آزادی اور خواتین کے قانونی حقوق کی فکری بنیادوں کو واضح کیا جاسکے۔ تحقیق میں تقابلی منہج کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس طریقۂ کار کے ذریعے اسلامی اور برطانوی نظامِ وراثت کے مابین موجود مماثلتوں اور اختلافات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ تقابل کے عمل میں قانونی دفعات کے ساتھ ساتھ ان کے فکری، سماجی اور اخلاقی پس منظر کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ مزید برآں، خواتین کے وراثتی حقوق کے تناظر میں عدل، مساوات، خاندانی استحکام اور معاشی تحفظ سے متعلق بنیادی اصولوں کا دونوں نظاموں میں تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

اسلام میں خواتین کے وراثتی حقوق

اسلام نے خواتین کو وراثت کے حقوق عطا کر کے معاشرتی عدل اور توازن پر مبنی نظام کی بنیاد رکھی، جس کے نتیجے میں دورِ جاہلیت میں خواتین پر عائد محرومیوں کا خاتمہ ہوا اور انہیں قانونی و مالی تحفظ حاصل ہوا۔ قرآنِ مجید نے مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے وراثت میں متعین حصے مقرر کیے ہیں اور ان احکام کی پابندی کو شرعی ذمہ داری قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لِّلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ[1]

یہ آیت اس امر کو واضح کرتی ہے کہ وراثت کا حق کسی مخصوص جنس تک محدود نہیں، بلکہ تمام مستحق وارث اپنے مقررہ حصے کے حق دار ہیں۔ مزید بر آں، قرآنِ مجید میں وراثت کے حصص کی تفصیل بھی بیان کی گئی ہے، جو اسلامی قانونِ وراثت کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ اسی طرح اسلامی تعلیمات وراثتی احکام کی ادائیگی کو ایک شرعی فریضہ اور معاشرتی انصاف کے قیام کے لیے ناگزیر قرار دیتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقي فهو لأولى رجل ذكر[2]

جس سے واضح ہوتا ہے کہ مقررہ حصے تبدیل یا نظر انداز نہیں کیے جا سکتے بلکہ انہیں ان کے مستحقین تک پہنچانا ضروری ہے۔ جنگِ اُحد میں حضرت سعد بن ربیعؓ کی شہادت کے بعد ان کے بھائی نے تمام مال پر قبضہ کر لیا اور بیٹیوں کو وراثت میں کچھ نہ دیا۔ اس کے بعد حضرت سعدؓ کی زوجہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور اپنی بیٹیوں کے وراثتی حقوق کے بارے میں استفسار کیا۔ اسی دوران وراثت سے متعلق قرآنی احکام نازل ہوئے، جن کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعدؓ کی بیٹیوں کو ان کے مقررہ حصے عطا فرمائے۔[3] یہ واقعہ خواتین کے وراثتی حقوق کے شرعی تحفظ کی واضح دلیل ہے۔ فقہائے اسلام، بالخصوص امام سرخسی، امام کاسانی اور ابن قدامہ کے نزدیک نظامِ وراثت محض اموال کی تقسیم تک محدود نہیں، بلکہ یہ ایک جامع معاشی، اخلاقی اور سماجی نظام ہے، جس کا مقصد دولت کی منصفانہ تقسیم، خاندانی استحکام، معاشی توازن اور معاشرتی انصاف کو فروغ دینا ہے۔[4] اسی اصول کے تحت وراثت میں مختلف حصے ذمہ داری، کفالت اور خاندانی ساخت کے مطابق مقرر کیے گئے ہیں تاکہ معاشرہ توازن اور انصاف پر قائم رہے۔ لہٰذا اسلام میں خواتین کے وراثتی حقوق قرآن، سنت اور فقہی اجتہاد کی مضبوط بنیادوں پر قائم ہیں جو عورت کو نہ صرف مالی تحفظ اور خود مختاری فراہم کرتے ہیں بلکہ اسے معاشرتی نظام میں باعزت اور مستحکم قانونی مقام بھی عطا کرتے

---

1 النساء:17۔

2 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، رقم: 6732، ج8، ص146۔ مسلم بن الحجاج، الجامع الصحیح، (بیروت: دار إحیاء التراث العربي)، حدیث نمبر 1615، ج4، ص123

3 ابو داؤد، سلیمان بن الأشعث السجستانی، **السنن**، (بیروت: دار الرسالۃ العلمیۃ، 2009ء)، کتاب الفرائض، رقم: 2892، ج3، ص312۔

4 السرخسی، محمد بن احمد، **المبسوط**، (بیروت: دار المعرفۃ، 1993ء)، ج29، ص137۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

ہیں۔ اسی طرح ازواجِ مطہرات اور دیگر صحابیاتؓ بھی مالی ملکیت اور وراثتی حقوق رکھتی تھیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ تجارت اور مالی خود مختاری کی نمایاں مثال تھیں، جبکہ حضرت عائشہؓ علمی اور مالی معاملات میں ایک مستقل حیثیت رکھتی تھیں۔ ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں عورت کو صرف خاندانی تابع داری تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ اسے مالی اور قانونی شخصیت کے طور پر تسلیم کیا گیا۔ ان نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی نظامِ وراثت ایک مکمل اور متعین نظام ہے جس میں اضافی وصیت کی عمومی گنجائش نہیں۔ تاہم فقہ اسلامی میں بعض اہلِ علم نے اصول "الضرورات تبیح المحظورات" کے تحت یہ وضاحت کی ہے کہ اگر کوئی خاص مجبوری یا سماجی ضرورت پیش آئے تو محدود نوعیت کے ہبہ یا مالی تعاون کی اجازت دی جا سکتی ہے، بشرطیکہ اس سے دیگر ورثاء کے حقوق متاثر نہ ہوں[5]۔ اسلامی فقہ میں عورت کو بیٹی، والدہ، بیوی اور بہن کی حیثیت سے مختلف صورتوں میں حقِ وراثت حاصل ہے۔ اگرچہ بعض مواقع پر عورت اور مرد کے حصص میں فرق پایا جاتا ہے، تاہم اسلامی نظام اس فرق کو معاشی ذمہ داریوں، کفالت اور خاندانی نظام کے تناظر میں دیکھتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق مرد کو خاندان کی کفالت اور اخراجات کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ جبکہ عورت کی ملکیت اس کی ذاتی مالی ملکیت شمار ہوتی ہے۔ اس بنا پر اسلامی نظامِ وراثت محض عددی مساوات کے بجائے سماجی عدل اور متوازن معاشی ذمہ داری کے اصول پر قائم نظر آتا ہے۔ اس طرح اسلامی قانونِ وراثت توازن، عدل اور متعین الٰہی اصولوں پر قائم ایک جامع نظام کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ بیٹے اور بیٹی کے حصوں میں دو اور ایک کی نسبت عمومی حالات کے پیشِ نظر مقرر کی گئی ہے۔ وراثت میں دونوں کے حصوں کے درمیان پایا جانے والا فرق عورت کی کم تر حیثیت کی بنا پر نہیں، بلکہ خاندانی ذمہ داریوں اور معاشی فرائض کے تناظر میں ہے۔ اس حقیقت کو والدین کے حصصِ وراثت سے بھی سمجھا جا سکتا ہے، جہاں اولاد کی موجودگی میں ماں اور باپ دونوں کو یکساں حصہ، یعنی ایک بٹا چھ، دیا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی قانونِ وراثت میں تقسیمِ میراث کی بنیاد صرف مرد یا عورت ہونا نہیں، بلکہ خاندانی اور مالی ذمہ داریوں کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ چونکہ والدین اولاد کے لیے یکساں اہمیت رکھتے ہیں، اس لیے ان کے حصص برابر مقرر کیے گئے ہیں، جبکہ بیٹے کو بعض حالات میں بیٹی کے مقابلے میں زیادہ حصہ اس لیے دیا جاتا ہے کہ اس پر نفقہ اور خاندان کی کفالت کی اضافی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ مزید بر آں، عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کے وراثتی حقوق کے متعدد عملی نمونے ملتے ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواتین کے مقررہ حصص کو نافذ فرمایا اور اس سلسلے میں رائج معاشرتی پابندیوں کو ختم کیا[6]۔

5 الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، **بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1406ھ)، ج7، ص232۔

6 النساء: 11۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

برطانوی قانون میں خواتین کے وراثتی حقوق

برطانوی قانونی نظام میں خواتین کے وراثتی حقوق کا ارتقاء ایک پیچیدہ تاریخی، سماجی اور قانونی عمل کا نتیجہ ہے جسے محض چند اصلاحی قوانین تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ تقسیمِ وراثت کے مغربی تصور اور قوانین کا تاریخی جائزہ لیا جائے۔ یہ تاریخی جائزہ اس امر کو واضح کرتا ہے کہ برطانیہ کے نظامِ وراثت میں مساوات کے دعوے کس حد تک حقیقت پر مبنی ہیں۔ عہدِ قدیم کے باب 27، آیات 7 تا 11 کے مطابق، کسی شخص کے انتقال کے بعد اس کی جائیداد بنیادی طور پر اس کے بیٹوں میں تقسیم کی جاتی تھی، جبکہ بیٹے کی عدم موجودگی میں بیٹی وراثت کی حق دار قرار پاتی تھی۔ تاہم، ایسی صورت میں اس کے لیے اپنے خاندانی دائرے میں شادی کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ اگر متوفی کی اولاد موجود نہ ہوتی تو وراثت اس کے بھائیوں کو منتقل کی جاتی اور بھائیوں کی عدم موجودگی میں دیگر قریبی رشتہ دار اس کے وارث بنتے تھے۔ دوسری جانب عہدِ جدید میں وراثت کی تقسیم سے متعلق کوئی واضح قانونی ضابطہ موجود نہیں ہے، البتہ بعض مسیحی روایات میں اس موضوع کا بالواسطہ ذکر ملتا ہے۔ ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیان کردہ بعض تمثیلات کو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔

> How a father distributed property among his sons. On this basis, in Christianity, inheritance distribution generally favored the elder son, who received a larger share, while the younger son received a smaller share. The right of inheritance for daughters existed only in the absence of sons. 7

ترجمہ: باپ کے اپنے بیٹوں میں جائیداد تقسیم کرنے کے تصور کے تحت، عیسائیت میں وراثت کی تقسیم عموماً بڑے بیٹے کے حق میں ہوتی تھی، جسے جائیداد کا زیادہ حصہ ملتا تھا، جبکہ چھوٹے بیٹے کو نسبتاً کم حصہ دیا جاتا تھا۔ بیٹیوں کو وراثت کا حق صرف اس صورت میں حاصل ہوتا تھا جب کوئی بیٹا موجود نہ ہو۔ یہ صورت حال وراثت کے اس عمومی پدرسری patriarchal نظام کی عکاسی کرتی ہے جس میں جائیداد زیادہ تر مردانہ سلسلہ نسب کے اندر منتقل کی جاتی تھی۔

> Early English law was primarily based on a feudal structure in which land and property were closely linked to state loyalty and male lines of inheritance. In this system, women were not recognized as fully independent legal persons, particularly married women, whose legal status

7 Gershon Brin, *Studies in Biblical Law: From the Hebrew Bible to the Dead Sea Scrolls* (United Kingdom: Bloomsbury Publishing, 1994), p. 246.

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

under the doctrine of coverture was considered subordinate to that of their husbands. According to this principle, a married woman's property, income, and legal capacity to enter into contracts were effectively controlled by her husband[8]

ترجمہ: کیونکہ ابتدائی انگریزی قانون بنیادی طور پر جاگیردارانہ feudal ڈھانچے پر قائم تھا جس میں زمین اور جائیداد کو ریاستی وفاداری اور مردانہ وراثتی سلسلے سے جوڑا جاتا تھا۔ اس نظام میں خواتین کو مکمل قانونی شخصیت legal personality کے طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا تھا، خصوصاً شادی شدہ خواتین کی قانونی حیثیت coverture کے اصول کے تحت اپنے شوہروں کے تابع تصور کی جاتی تھی۔ اس اصول کے مطابق عورت کی جائیداد، آمدنی اور قانونی معاہدات کا اختیار عملی طور پر مرد کے پاس ہوتا تھا۔

According to the American journal *Social Issues and Humanity*, the legal and economic position of married women in Britain remained restricted until the passage of the Married Women's Property Acts of 1880 and 1882. Prior to these reforms, a wife's personal property was generally administered by her husband, while fathers were recognized as the principal legal guardians of their children. Moreover, the legal framework of the time regarded the husband as the head and representative of the family. These circumstances illustrate that the notion of equality within marriage and inheritance had not yet been fully realized during the Victorian era. [9]

ترجمہ: امریکی جریدے "سماجی مسائل اور انسانیت" کے مطابق برطانیہ میں شادی شدہ خواتین کی قانونی اور معاشی حیثیت ایک طویل عرصے تک محدود رہی۔ Married Women's Property Acts 1880 اور 1882 کے نفاذ سے قبل بیوی کی ذاتی جائیداد عملاً شوہر کے اختیار و انتظام میں سمجھی جاتی تھی، جبکہ بچوں کی قانونی سرپرستی بنیادی طور پر باپ سے وابستہ تھی۔ مزید برآں، اس دور کے قانونی نظام میں مرد کو خاندان کا سربراہ اور نمائندہ تصور کیا جاتا تھا۔ یہ حقائق اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ وکٹورین عہد میں شادی اور وراثت کے معاملات میں مساوات کا تصور مکمل طور پر فروغ نہیں پا سکا تھا۔

8 Blackstone, Sir William. *Commentaries on the Laws of England*. London: John Murray, Albemarle Street, 1876, Vol. 1, pp. 442–447.

9 Kanu, Ikechukwu Anthony. "Gender and Good Governance in John Locke." *American Journal of Social Issues and Humanities* 2, no. 4 (July 2012), p. 57

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

سترہویں اور اٹھارہویں صدی میں برطانیہ میں قانونی فکر آہستہ آہستہ تبدیل ہونا شروع ہوئی، جس کی بنیادی وجہ معاشی نظام کی تبدیلی، شہری متوسط طبقے کا ابھار اور فردی حقوق کے تصور کا فروغ تھا۔ اس دور میں جائیداد کے تصور میں بتدریج تبدیلی آئی اور زمین کے بجائے movable property کی اہمیت بڑھنے لگی۔ اس تبدیلی نے خواتین کے مالی حقوق پر بھی اثر ڈالا، اگرچہ قانونی سطح پر مکمل مساوات ابھی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ انیسویں صدی میں امریکہ اور برطانیہ کی متعدد سماجی کارکن خواتین، جن میں ایرنسٹائن روز، پاؤلینا رائٹ ڈیوس، الزبتھ کیڈی اسٹینٹن اور ہیریٹ بیچر سٹوو نمایاں تھیں، نے اُن قانونی ضوابط کے خلاف آواز بلند کی جو شادی کے بعد عورت کے حقِ ملکیت کو محدود کرتے تھے۔ برطانوی مشترکہ قانون (Common Law) میں "Coverture" کے اصول کے تحت شوہر کو بیوی کی جائیداد کے انتظام و انصرام کا اختیار حاصل تھا۔ انیسویں صدی کے وسط میں امریکہ کی مختلف ریاستوں کے قانون ساز اداروں اور برطانوی پارلیمنٹ نے ایسے قوانین وضع کرنے کا آغاز کیا جن کا مقصد شادی شدہ خواتین کی جائیداد کو شوہروں اور اُن کے قرض دہندگان کے ممکنہ تصرف سے محفوظ بنانا تھا۔ بعد ازاں یہ قوانین "Married Women's Property Acts" کے عنوان سے متعارف ہوئے، جنہیں 1848ء سے 1860ء کے درمیانی عرصے میں قانونی حیثیت حاصل ہوئی۔

> American courts also made the privy examination mandatory in cases involving the sale of a married woman's property. Under this procedure, the court obtained the wife's without obtaining the approval of her husband prior to the transfer of property.10
>
> ترجمہ: امریکی عدالتوں نے شادی شدہ خواتین کی جائیداد کی منتقلی کے معاملات میں خفیہ عدالتی جانچ (Privy Examination) کو ضروری قرار دیا تھا، جس کے تحت عدالت جائیداد کی فروخت سے قبل شوہر کی عدم موجودگی میں بیوی کی رضامندی کی تصدیق کرتی تھی۔

اگرچہ امریکہ میں 1848ء اور 1860ء کے Married Women's Property Acts اور برطانیہ میں 1870ء کے قانون کے نفاذ کے بعد خواتین کو جائیداد سے متعلق بعض حقوق حاصل ہوئے، تاہم بیسویں صدی کے آغاز تک یہ حقوق مکمل طور پر تسلیم نہیں کیے گئے تھے۔ بعد ازاں نوآبادیاتی اثرات کے نتیجے میں امریکہ کی چند ریاستوں، جن میں ایریزونا، کیلیفورنیا،

10 Encyclopedia Britannica, *"Married Women's Property Acts (United States, 1839)"* (Chicago: Encyclopedia Britannica, 2009).

Al Başīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

آئیڈاہو، لوزیانا، نیواڈا، نیو میکسیکو، ٹیکساس، واشنگٹن اور وسکونسن شامل ہیں، نے جائیداد اور ملکیت کے معاملات میں فرانسیسی قوانین سے ماخوذ سماجی ملکیت (Community Property) کے اصول اپنائے۔11

لہٰذا انیسویں صدی برطانوی خواتین کے قانونی حقوق کے حوالے سے فیصلہ کن دور ثابت ہوئی۔ صنعتی انقلاب کے بعد خواتین کی معاشی شمولیت بڑھنے لگی، جس نے اس قانونی تصور کو چیلنج کیا کہ عورت کو مکمل طور پر مرد کے زیرِ اختیار ہونا چاہیے۔ اسی پس منظر میں Married Women's Property Acts 1870, 1882 نافذ کیے گئے جنھوں نے پہلی بار خواتین کو اپنی ذاتی جائیداد رکھنے، اسے منتقل کرنے اور قانونی طور پر اس پر مکمل اختیار استعمال کرنے کا حق دیا۔12 یہ قانون نہ صرف وراثتی حقوق بلکہ خواتین کی مکمل قانونی شناخت legal identity کے لیے بھی ایک سنگ میل ثابت ہوا۔

> Modern British inheritance law is primarily based on two fundamental principles: testamentary freedom and statutory regulation. Under the principle of testamentary freedom, every individual has the legal right to distribute their property through a will according to their own wishes. However, courts and statutory law may intervene in cases where close relatives have been completely excluded or inadequately provided for. This balance demonstrates that British law seeks to maintain a degree of moderation between individual freedom and social justice13

ترجمہ: جدید برطانوی قانونِ وراثت کی بنیاد بنیادی طور پر دو اہم اصولوں، یعنی Testamentary Freedom اور Statutory Regulation، پر استوار ہے۔ Testamentary Freedom کے اصول کے مطابق ہر شخص کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ وصیت کے ذریعے اپنی جائیداد اپنی مرضی اور ترجیحات کے مطابق تقسیم کرے۔ تاہم عدالتیں اور قانون ایسے معاملات میں مداخلت بھی کرتے ہیں جہاں قریبی ورثاء کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہو۔ یہ توازن اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ برطانوی قانون فردی آزادی اور سماجی انصاف کے درمیان ایک اعتدال قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ خواتین کو برطانوی قانون میں بطور قانونی شخصیت مکمل حقوق حاصل ہیں۔ وہ نہ صرف وراثت حاصل کرتی ہیں بلکہ خود بھی وصیت کر سکتی ہیں، جائیداد

11 Encyclopedia Britannica, *"Married Women's Property Acts."*

12 *Married Women's Property Act 1882*, 45 & 46 Vict. c. 75 (United Kingdom Statutes).

13 Probert, Rebecca. *Family Life and the Law: Under One Roof.* (Cambridge: Cambridge University Press, 2012), p: 88–95.

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

خرید و فروخت کر سکتی ہیں اور عدالت میں اپنے حقوق کا دفاع کر سکتی ہیں۔ اس نظام میں صنفی بنیاد پر کوئی واضح قانونی تفریق موجود نہیں، بلکہ مساوات formal equality کو بنیادی اصول کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ فکری سطح پر برطانوی قانونی نظام کی تشکیل میں روشن خیالی Enlightenment کی روایت نے بنیادی اور فیصلہ کن کردار ادا کیا، جس نے انسانی آزادی، عقلی خود مختاری، اور فردی مساوات کو قانونی و سیاسی فکر کے مرکزی اصولوں میں تبدیل کر دیا۔ اس فکری انقلاب نے ریاست اور قانون کے اُس تصور کو کمزور کیا جو تاریخی طور پر طبقاتی اور صنفی تفریق پر مبنی تھا، اور اس کی جگہ ایک ایسے قانونی ڈھانچے کی بنیاد رکھی جو فرد کو ایک آزاد اور مساوی قانونی شخصیت کے طور پر تسلیم کرتا ہے[14]

اسی طرح Mary Wollstonecraft نے اپنی تصنیف *A Vindication of the Rights of Woman* میں اس نکتے پر زور دیا:

> Women's education, freedom of thought, and independent legal status are fundamental elements of a fair and progressive society. A state cannot be considered genuinely just if it treats women as intellectually less capable than men.[15]

ترجمہ: کہ خواتین کی تعلیم، عقلی آزادی اور قانونی خود مختاری جدید ریاست کی اخلاقی بنیادوں کا لازمی حصہ ہیں، اور کسی بھی ایسے نظام کو مکمل انصاف پسند نہیں کہا جا سکتا جو عورت کو عقلی طور پر کم تر تصور کرے۔

ان فکری تصورات کے اثرات بتدریج برطانوی قانونی نظام میں institutional reforms کی صورت میں ظاہر ہوئے، جنہوں نے بالخصوص جائیداد، وراثت اور خاندانی قانون کے میدان میں خواتین کی قانونی حیثیت کو مضبوط بنایا۔

> The Married Women's Property Acts, along with subsequent reform legislation, emerged as practical expressions of this ideological shift. These reforms marked significant progress toward granting women equal legal status with men in terms of property ownership and inheritance rights[16]

---

14 Blackstone, William. *Commentaries on the Laws of England*. (London: John Murray, Albemarle Street 1765), Vol. 1, p: 442–447.
15 Wollstonecraft, Mary. *A Vindication of the Rights of Woman*. (New Haven & London: Yale University Press 1792), p: 15–22.
16 Blackstone, William. *Commentaries on the Laws of England*. (London: John Murray, Albemarle Street 1765), Vol. 1. p: 442–447.

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

ترجمہ: شادی شدہ خواتین سے متعلق املاک کے قوانین Married Women's Property Acts، اور بعد میں آنے والی اصلاحی قانون سازی، اس نظریاتی تبدیلی کے عملی اظہار کے طور پر سامنے آئے۔ ان اصلاحات نے خواتین کو جائیداد کی ملکیت اور وراثتی حقوق کے حوالے سے مردوں کے برابر قانونی حیثیت دینے کی سمت میں نمایاں پیش رفت کی نشاندہی کی۔

تاریخی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ 1970ء کی دہائی میں ابھرنے والی نسائی تحریکوں کے اثرات کے نتیجے میں جائیداد سے متعلق قوانین میں اصلاحات کی گئیں، جن کے ذریعے شادی شدہ خواتین اور بیواؤں کو زیادہ قانونی اختیارات فراہم کیے گئے۔ ان اصلاحات کے بعد خواتین کو جائیداد حاصل کرنے، اس کے استعمال، فروخت اور منتقلی کے حقوق تسلیم کیے گئے۔ تاہم، مساوات کا اصول زیادہ تر ان املاک تک محدود رہا جو میاں بیوی کی مشترکہ ملکیت شمار ہوتی تھیں۔ مغربی معاشروں میں موجودہ دور تک وراثت کی تقسیم میں وصیت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، جس کے ذریعے فرد اپنی جائیداد اپنی مرضی کے مطابق تقسیم کر سکتا ہے۔ عملی طور پر اکثر وصیتوں میں مرد رشتہ داروں کو زیادہ حصہ ملنے کی مثالیں بھی سامنے آتی ہیں، جبکہ وصیت نہ ہونے کی صورت میں قانونی وراثتی اصولوں کے تحت خواتین کے حصص کا تعین کیا جاتا ہے۔ تاہم معاصر قانونی و سماجی مباحث میں یہ تنقیدی نکتہ بھی سامنے آتا ہے کہ اگرچہ formal legal equality حاصل کر لی گئی ہے، لیکن عملی سطح پر صنفی معاشی تفاوت gendered economic disparity اور سماجی ڈھانچوں میں عدم مساوات اب بھی موجود ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ قانونی اصلاحات بذاتِ خود سماجی حقیقت کو مکمل طور پر تبدیل کرنے کے لیے کافی نہیں ہوتیں، بلکہ سماجی، ثقافتی اور معاشی عوامل بھی اس تبدیلی میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔[17]

مغربی فلسفیانہ فکر میں خواتین کے حقوق

مغربی فلسفیانہ روایت میں خواتین کے حقوق کا تصور ایک طویل فکری ارتقاء کا نتیجہ ہے، جس کی جڑیں روشن خیالی Enlightenment کی تحریک میں پائی جاتی ہیں۔ اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں یورپ میں ابھرنے والی اس فکری تحریک نے انسانی عقل، فردی آزادی، مساوات اور قانونی خود مختاری کو مرکزی اہمیت دی۔ اس دور کے مفکرین نے روایت، طبقاتی نظام اور صنفی امتیازات پر مبنی سماجی ڈھانچوں پر تنقید کرتے ہوئے ایسے معاشرے کا تصور پیش کیا جس میں تمام انسان قانون کی نظر میں مساوی حیثیت رکھتے ہوں۔[18] خواتین کے حقوق کے حوالے سے مغربی فکر میں سب سے نمایاں نام جان اسٹورٹ مل John Stuart Mill کا ہے، جنہوں نے اپنی مشہور تصنیف *The Subjection of Women* میں خواتین کی قانونی اور سماجی برابری

17 Okin, Susan Moller. *Justice, Gender, and the Family*. (New York: Basic Books, 1989), 134–140.
18 Okin, *Justice, Gender, and the Family*, p: 134–140.

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

کے حق میں مضبوط فلسفیانہ دلائل پیش کیے۔ مل کے نظریات کے مطابق خواتین کو مردوں کے ماتحت سمجھنا نہ صرف انسانی آزادی کے اصولوں کے منافی ہے بلکہ یہ معاشرتی ترقی کے عمل میں بھی رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ ان کا مؤقف تھا کہ ایک ترقی یافتہ معاشرہ اسی وقت قائم ہو سکتا ہے جب خواتین کو بھی مساوی مواقع، فکری آزادی اور اپنی صلاحیتوں کے اظہار کا حق حاصل ہو۔

> Women should have equal opportunities as men in education, property ownership, political Participation and legal rights 19

ترجمہ: خواتین کو تعلیم، جائیداد کی ملکیت، سیاسی شمولیت اور قانونی حقوق کے حوالے سے مردوں کے برابر مواقع ملنے چاہئیں۔

جان اسٹورٹ مل کا نظریہ

> Mill's philosophy is rooted in the concept of individual freedom, which emphasizes that every person should be allowed to develop their abilities and make independent choices regarding their own lives. He argued that discrimination on the basis of gender conflicts with the values of rationality and justice, as genuine social advancement is impossible without providing women with equal legal and social rights. These ideas later contributed significantly to the development of gender equality principles within modern Western legal frameworks. 20

ترجمہ: individual liberty کے اصول پر قائم ہے، جس کے مطابق ہر فرد کو اپنی صلاحیتوں کے اظہار اور زندگی کے فیصلے کرنے کی آزادی ہونی چاہیے۔ ان کے نزدیک صنفی تفریق عقل اور انصاف کے اصولوں کے خلاف ہے، کیونکہ معاشرہ اس وقت تک حقیقی ترقی حاصل نہیں کر سکتا جب تک خواتین کو مکمل قانونی اور سماجی آزادی حاصل نہ ہو۔ یہی فکر بعد ازاں مغربی قانونی نظام میں gender equality کے اصول کی بنیاد بنی۔

میری وولسٹون کرافٹ

اسی فکری روایت میں Mary Wollstonecraft کی خدمات بھی غیر معمولی اہمیت رکھتی ہیں۔ انہوں نے اپنی معروف تصنیف *A Vindication of the Rights of Woman* میں خواتین کی تعلیم اور عقلی خود مختاری پر زور دیتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کیا کہ عورت بھی مرد کی طرح ایک عقلی اور اخلاقی وجود رکھتی ہے، لہٰذا اسے کم تر سماجی حیثیت دینا انصاف

19 Mill, John Stuart. *The Subjection of Women*. (London: Longmans, Green, Reader, and Dyer, 1869), p: 23–35.
20 Ibid, p: 40.

OPEN ACCESS **Al Baṣīrah**, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

کے خلاف ہے۔[21] میری وولسٹون کرافٹ Mary Wollstonecraft کے مطابق خواتین کی پسماندگی کی بنیادی وجہ ان کی فطری کمزوری نہیں بلکہ انہیں تعلیم اور سماجی مواقع سے محروم رکھنا ہے۔ انہوں نے خواتین کی قانونی حیثیت، تعلیم اور معاشی خود مختاری کو جدید مہذب ریاست کے بنیادی اصولوں میں شامل کیا۔ ان کے افکار نے بعد ازاں feminist legal theory اور خواتین کے حقوق کی جدید تحریکوں کو فکری بنیاد فراہم کی۔ مغربی فلسفیانہ فکر میں خواتین کے حقوق کا تصور بنیادی طور پر مساوات equality، فردی آزادی individual freedom اور قانونی برابری legal equality پر استوار ہے۔ اسی فکر کے اثرات بعد ازاں برطانوی قانونی اصلاحات میں نمایاں ہوئے، جن کے نتیجے میں خواتین کو جائیداد رکھنے، وراثت حاصل کرنے اور قانونی معاہدات میں شرکت کے حقوق حاصل ہوئے۔ Married Women's Property Acts جیسی اصلاحات دراصل اسی فکری تبدیلی کا عملی اظہار تھیں۔[22] تاہم جدید تنقیدی مباحث میں بعض محققین اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اگرچہ مغربی قانونی نظام نے خواتین کو formal legal equality فراہم کی، لیکن عملی سطح پر معاشی اور سماجی عدم مساوات اب بھی موجود ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف قانونی اصلاحات معاشرتی حقیقت کو مکمل طور پر تبدیل کرنے کے لیے کافی نہیں ہوتیں، بلکہ ثقافتی، معاشی اور سماجی عوامل بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔[23]

اسلامی اور برطانوی نظامِ وراثت کا تقابلی جائزہ

اسلامی اور برطانوی نظامِ وراثت کا تقابلی جائزہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ دونوں نظام خواتین کے مالی اور قانونی حقوق کو تسلیم کرتے ہیں، تاہم ان کی بنیاد، قانونی طریقۂ کار اور انصاف کے تصورات میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ اسلامی نظامِ وراثت مذہبی اصولوں، خاندانی ذمہ داریوں اور مقررہ شرعی احکام پر قائم ہے، جبکہ برطانوی نظام زیادہ تر فردی اختیار، قانونی مساوات اور ریاستی قوانین کے اصولوں پر مبنی ہے۔ اس طرح دونوں نظام صرف قانونی تقسیم کے مختلف طریقے نہیں بلکہ دو الگ تاریخی، تہذیبی اور فکری روایات کی عکاسی کرتے ہیں۔۔[24] اسلامی نظامِ وراثت کی بنیاد وحی revelation اور متعین شرعی نصوص پر قائم ہے، جہاں وراثت کو ایک الٰہی طور پر مقرر کردہ حق کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ قرآنِ مجید نے خواتین کے وراثتی حصوں کو واضح اور متعین انداز

21 Mary Wellstone craft, *A Vindication of the Rights of Woman*, (Yale University New Heaven & London, 1792), p: 15–22.

22 Married Women's Property Act, 1882 (45 & 46 Vict. c.75), United Kingdom Statutes.

23 Susan Moller Okin, *Justice, Gender, and the Family* (New York: Basic Books, 1989), p: 141–148.

24 Susan Moller Okin, *Justice, Gender, and the Family* (New York: Basic Books, 1989), p: 134–140.

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

میں بیان کیا ہے، جس کی وجہ سے اسلامی نظامِ وراثت ایک واضح اور قابلِ عمل قانونی نظام کی حیثیت اختیار کرتا ہے۔[25] نظام میں وراثت کو صرف مال کی تقسیم کا ذریعہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے ایک وسیع اخلاقی اور سماجی نظم کا حصہ قرار دیا گیا ہے، جہاں مالی حقوق کو خاندانی فرائض اور معاشرتی ذمہ داریوں کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔ اسلامی قانون کے مطابق مرد پر خاندان کی کفالت اور ضروری اخراجات (Maintenance) کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے، جسے وراثتی تقسیم کے اصولوں کے تناظر میں بھی مد نظر رکھا جاتا ہے۔، اسلامی قانون میں عورت کو حاصل ہونے والی ملکیت اس کی مستقل ذاتی ملکیت تصور کی جاتی ہے، جس پر اسے مکمل اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس برطانوی قانونی نظام انسانی وضع کردہ قوانین (Positive Law) اور تاریخی ارتقائی مراحل کی بنیاد پر تشکیل پایا ہے، جہاں وراثت کو زیادہ تر فردی ملکیت، قانونی اختیار اور ریاستی ضوابط کے تناظر میں سمجھا جاتا ہے۔ برطانوی نظام میں بنیادی اصول formal equality اور testamentary freedom ہیں، جن کے تحت فرد کو اپنی جائیداد کی تقسیم میں وسیع آزادی حاصل ہوتی ہے۔[26] اس نظام میں خاندان کے بجائے فرد کو individual بنیادی قانونی اکائی تصور کیا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں وراثتی حقوق زیادہ تر انفرادی خودمختاری کے اصول کے تابع ہوتے ہیں۔ فکری سطح پر برطانوی قانونی روایت پر روشن خیالی Enlightenment کے اثرات نمایاں ہیں، جنہوں نے مساوات، آزادی اور فردی حقوق کو مرکزی حیثیت دی۔ اس تناظر میں جان اسٹورٹ مل (John Stuart Mill) نے اپنی تصنیف The Subjection of Women میں خواتین اور مردوں کے درمیان مساوات کو اخلاقی اصولوں اور قانونی انصاف کے لیے بنیادی اہمیت کا حامل قرار دیا۔ اسی طرح میری وولسٹون کرافٹ (Mary Wollstonecraft) نے اپنی کتاب A Vindication of the Rights of Woman میں اس بات پر زور دیا کہ خواتین کو بھی عقل، تعلیم، فکری آزادی اور قانونی حقوق کے اعتبار سے مساوی مقام حاصل ہونا چاہیے۔[27]

ان افکار نے برطانوی قانونی اصلاحات میں اہم کردار ادا کیا، جن کے نتیجے میں Married Women's Property Acts جیسے قوانین سامنے آئے جنہوں نے خواتین کی قانونی حیثیت کو مضبوط بنایا۔[28] مزید برآں عملی سطح پر اسلامی نظام میں وراثتی حصص کی تعیین پہلے سے متعین ہونے کی وجہ سے قانونی یقین legal certainty اور خاندانی تنازعات میں کمی پیدا ہوتی ہے، جبکہ برطانوی نظام میں وصیت کی آزادی زیادہ ہونے کی وجہ سے انفرادی خودمختاری تو بڑھتی ہے لیکن بعض صورتوں میں وراثتی تقسیم میں

25 النساء: 7، 11-12۔

26 Rebecca Probert, *Family Life and the Law: Under One Roof* (Cambridge: Cambridge University Press, 2012), p: 88–95.

27 John Stuart Mill, *The Subjection of Women*, p: 23–35.
Mary Wollstonecraft, *A Vindication of the Rights of Woman* (London: J. Johnson, 1792), p: 15–22.

28 *Married Women's Property Act, 1882* (45 & 46 Vict. c.75), United Kingdom Statutes.

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

عدم یقینی اور عدالتی مداخلت کے امکانات بھی پیدا ہوتے ہیں۔[29] نتیجتاً یہ واضح ہوتا ہے کہ اسلامی اور برطانوی نظامِ وراثت خواتین کے حقوق کے مسئلے کو دو مختلف فلسفیانہ زاویوں سے دیکھتے ہیں: ایک نظام ذمہ داری اور سماجی توازن پر مبنی عدل کو مرکزی حیثیت دیتا ہے، جبکہ دوسرا فردی آزادی اور قانونی مساوات کو بنیادی اصول کے طور پر اپناتا ہے۔

خلاصۂ تحقیق

زیرِ نظر تحقیق میں اسلامی شریعت اور برطانوی قانون میں خواتین کے وراثتی حقوق کا تقابلی مطالعہ کیا گیا۔ تحقیق سے واضح ہوا کہ دونوں نظام خواتین کے مالی اور وراثتی حقوق کو تسلیم کرتے ہیں، تاہم ان کی فکری بنیادیں، قانونی اصول اور تصورِ عدل ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اسلامی نظامِ وراثت کی بنیاد قرآنِ مجید، سنتِ رسول ﷺ اور اسلامی فقہی قواعد پر قائم ہے۔ اس نظام میں وراثتی حقوق کو محض مالی تقسیم تک محدود نہیں رکھا گیا بلکہ انہیں خاندانی فرائض، معاشرتی اعتدال اور انصاف کے اصولوں کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے۔، جبکہ برطانوی قانونی نظام فردی آزادی، قانونی مساوات اور شخصی ملکیت کے اصولوں پر استوار ہے۔ مطالعے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلامی قانونِ وراثت میں حقوق و فرائض کے باہمی توازن کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، جبکہ برطانوی نظام میں فردی خود مختاری اور مساوی قانونی حیثیت کو مرکزی مقام دیا جاتا ہے۔ مزید بر آں، برطانوی قانون میں خواتین کے جائیدادی اور وراثتی حقوق تاریخی قانونی اصلاحات اور سماجی تحریکوں کے نتیجے میں تدریجاً مستحکم ہوئے، جبکہ اسلام نے آغاز ہی سے خواتین کے وراثتی حقوق کو اسلامی نظام میں واضح قانونی اور اخلاقی تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ تحقیق کے مجموعی نتائج سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ خواتین کے وراثتی حقوق کا درست فہم حاصل کرنے کے لیے مختلف قانونی نظاموں کا مطالعہ ان کے تاریخی پس منظر، سماجی حالات اور فکری بنیادوں کے تناظر میں کرنا ضروری ہے۔ ایسا تقابلی اور متوازن اندازِ تحقیق خواتین کے حقوق سے متعلق علمی مباحث کو زیادہ جامع، غیر جانب دار اور حقیقت پسندانہ بنانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

نتائج

اس تحقیق میں اسلامی شریعت اور برطانوی قانونی نظام میں خواتین کے وراثتی حقوق کا تقابلی مطالعہ چار بنیادی تحقیقی سوالات کی روشنی میں کیا گیا۔ تجزیاتی مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ ہوئے:

29 Sir William Blackstone, *Commentaries on the Laws of England* (Oxford: Clarendon Press, 1765), Book 1, p: 442–447.

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

1۔ خواتین کے حقِ وراثت کی قانونی اور فکری بنیادیں

تحقیقی تجزیے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اسلامی قانونِ وراثت میں خواتین کے حقوق کی بنیاد قرآنِ مجید، سنتِ رسول ﷺ، اجماع اور فقہی قواعد پر مبنی ہے۔ اس نظام کے مطابق وراثت خواتین کے لیے ایک مقررہ شرعی حق ہے، جسے واضح اصولوں اور احکام کے تحت تسلیم کیا گیا ہے۔۔ اس کے برعکس برطانوی قانونی نظام پارلیمانی قانون سازی، عدالتی نظائر اور جدید قانونی اصولوں پر استوار ہے، جہاں وراثتی حقوق کا تعین ریاستی قوانین، وصیت اور شخصی ملکیت کے اصولوں کے مطابق کیا جاتا ہے۔ اس طرح دونوں نظام خواتین کے وراثتی حقوق کو تسلیم کرتے ہیں، تاہم ان کے قانونی مآخذ اور فکری بنیادیں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

2۔ اسلامی تصورِ عدل اور مغربی تصورِ قانونی مساوات کی بنیاد پر خواتین کے وراثتی حقوق کا تعین

مطالعے سے یہ امر سامنے آیا کہ اسلامی شریعت میں خواتین کے وراثتی حقوق کا تعین عدل، مالی ذمہ داری، کفالت اور خاندانی توازن کے اصولوں کی روشنی میں کیا جاتا ہے، جبکہ برطانوی قانونی نظام قانونی مساوات Formal Equality، فردی آزادی اور صنفی عدمِ امتیاز کو بنیادی معیار قرار دیتا ہے۔ یہی نظریاتی اختلاف دونوں نظاموں میں خواتین کے وراثتی حقوق کی تعبیر اور عملی اطلاق میں نمایاں فرق پیدا کرتا ہے۔

3۔ خواتین کے وراثتی حقوق کے حوالے سے دونوں نظاموں کی مماثلتیں اور اختلافات

تقابلی تجزیے سے واضح ہوا کہ اسلامی اور برطانوی قانونی نظام خواتین کے وراثتی حقوق کو قانونی تحفظ فراہم کرتے ہیں، تاہم ان کے قانونی مصادر، فلسفۂ قانون، تقسیمِ وراثت کے اصول اور نفاذ کے طریقۂ کار میں بنیادی اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اسلامی نظام میں وراثتی حصص شرعی نصوص کے مطابق پہلے سے متعین ہیں، جبکہ برطانوی قانونی نظام میں وصیت، شخصی ارادہ اور عدالتی صوابدید کو نسبتاً زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اس کے باوجود دونوں نظام خواتین کے مالی حقوق کے تحفظ کو ایک اہم قانونی مقصد تصور کرتے ہیں۔

4۔ خواتین کے مالی تحفظ اور معاشرتی استحکام پر دونوں نظاموں کے عملی اثرات

تحقیقی تجزیے سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ اسلامی نظام خواتین کے مالی تحفظ کو خاندانی کفالت، باہمی ذمہ داری اور معاشرتی استحکام کے جامع تصور سے مربوط کرتا ہے، جبکہ برطانوی قانونی نظام انفرادی خود مختاری، مساوی قانونی حقوق اور شخصی مالی اختیار کے ذریعے اس مقصد کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔ اس بنا پر دونوں نظام خواتین کے مالی تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے مختلف قانونی اور سماجی طریقہ کار اختیار کرتے ہیں، جو ان کے اپنے قانونی اور فکری پس منظر کی عکاسی کرتے ہیں۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

سفارشات

مستقبل کی تحقیقات میں اسلامی قانونِ وراثت کے تصورِ عدل substantive justice اور برطانوی قانونی نظام کے تصورِ مساوات formal equality کے عملی اثرات کا مختلف معاشرتی سیاق وسباق میں تقابلی مطالعہ کیا جائے تاکہ دونوں نظاموں کی مؤثریت کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔

مزید یہ کہ خواتین کے وراثتی حقوق کے قانونی تحفظ اور عملی نفاذ کے درمیان موجود فرق، اور اس پر اثرانداز ہونے والے سماجی وثقافتی عوامل پر خصوصی تحقیق کی ضرورت ہے۔

اسلامی قانونِ وراثت میں معاصر اجتہادی مباحث اور عصری معاشی وسماجی تبدیلیوں کے تناظر میں اس کی نئی تعبیرات کا تجزیہ بھی ایک اہم تحقیقی جہت ہو سکتی ہے، جبکہ برطانوی نظام میں testamentary freedom کے خواتین کے وراثتی حقوق پر اثرات کا سماجی و قانونی جائزہ بھی قابلِ توجہ ہے۔

اسی طرح gender justice اور gender equality کے تصورات کا تقابلی وفلسفیانہ مطالعہ دونوں قانونی نظاموں کے فکری اختلافات کو مزید واضح کرے گا۔

آخر میں، بین الاقوامی انسانی حقوق کے معیارات کے ساتھ اسلامی قانونِ وراثت کے تقابل اور پالیسی سطح پر ایسے اصلاحی اقدامات پر تحقیق کی ضرورت ہے جو خواتین کے وراثتی حقوق کے مؤثر نفاذ اور تحفظ کو مزید مضبوط بنا سکیں۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

Bibliography

1. Al-Qur'an.
2. Abu Dawood, Sulayman ibn al-Ashʿath. *Sunan Abi Dawood*. Beirut: Dar al-Kutub al-ʿIlmiyyah, n.d.
3. Al-Bukhari, Muhammad ibn Ismail. *Sahih al-Bukhari*, Kitab al-Fara'id. Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, n.d.
4. Al-Kasani, Alaʾ al-Din Abu Bakr ibn Masʿud. *Badaʾiʿ al-Sanaʾiʿ fi Tartib al-Sharaʾiʿ*. Beirut: Dar al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1406 AH.
5. Blackstone, Sir William. *Commentaries on the Laws of England*, vol. 1. London: John Murray, Albemarle Street, 1765.
6. Brin, Gershon. *Studies in Biblical Law: From the Hebrew Bible to the Dead Sea Scrolls*. London: Bloomsbury Publishing, 1994.
7. Cheyne, Thomas Kelly. *Encyclopaedia Biblica: A Critical Dictionary of the Literary, Political and Religious History, the Archaeology, Geography, and Natural History of the Bible*. California: Creative Media Partners, 2017.
8. Encyclopaedia Britannica. Ernestine Rose. Encyclopaedia.com.
   Rose, Ernestine 1810–1892.
   https://www.encyclopedia.com/women/encyclopedias-almanacs-transcripts-and-maps/rose-ernestine-1810-1892
9. Encyclopaedia Britannica. Harriet Beecher Stowe. Harriet Beecher Stowe. *Encyclopaedia Britannica*, Encyclopaedia Britannica, Inc.
   https://www.britannica.com/biography/Harriet-Beecher-Stowe
10. Encyclopaedia Britannica. Married Women's Property Acts United States, 1839. Chicago: Encyclopaedia Britannica, 2009.
11. Encyclopaedia Britannica. Paulina Wright Davis. *Encyclopaedia Britannica*, https://www.britannica.com/biography/Paulina-Kellogg-Wright-Davis.
12. Encyclopaedia Britannica. Victoria. Victoria, Queen of the United Kingdom. *Encyclopaedia Britannica*, Encyclopaedia Britannica, Inc.
   https://www.britannica.com/biography/Victoria-queen-of-United-Kingdom
13. Kanu, Ichechukwu Anthony. Gender and Good Governance in John Locke. *American Journal of Social Issues and Humanities* 2, no. 4 2012.
14. Married Women's Property Act, 1882 45 & 46 Vict. c.75, United Kingdom Statutes.
15. Mill, John Stuart. *The Subjection of Women*. London: Longmans, Green, Reader, and Dyer, 1869.
16. Muslim ibn al-Hajjaj. *Sahih Muslim*, Kitab al-Fara'id. Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi, n.d.
17. Okin, Susan Moller. *Justice, Gender, and the Family*. New York: Basic Books, 1989.
18. Probert, Rebecca. *Family Life and the Law: Under One Roof*. Cambridge: Cambridge University Press, 2012.

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

19. Sarakhsi, Muhammad ibn Ahmad al-. *Al-Mabsut*, vol. 29. Beirut: Dar al-Ma‘rifah, 1993.
20. Wollstonecraft, Mary. *A Vindication of the Rights of Woman*. London: J. Johnson, 1792.
21. Longford, Elizabeth. *Queen Victoria: Born to Succeed*. London: Weidenfeld & Nicolson, 1964.

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**